۱؎ آپ عرفجہ ابن سعد ہیں،آپ سے آپ کے بیٹے طرفہ نے روایات لیں،آپ وہی عرفجہ ہیں جن کی ناک کٹ گئی تھی،جنگ کلاب میں تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوا کر لگوائی تھی مگر وہ بدبودار ہوگئی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سونے کی ناک لگوا لینے کا حکم دیا،یہ واقعہ مشکوۃ شریف کتاب اللباس باب الخاتم میں آئے گا،آپ سے روایات بہت کم ہیں۔

۲؎ هنات ھ کے فتح سے ہے جمع هن کی بمعنی ناقابل ذکر چیزا سی لیے شرمگاہ کو هن کہتے ہیں کہ وہ بھی ناقابل ذکر ہوتی ہے،یہاں اس سے مراد ناقابل ذکر فتنے فساد شرارتیں ہیں۔مکرر فرمانے سے معلوم ہوا کہ وہ فتنہ مسلسل اور دراز ہوں گے اور بہت سی قسم کے ہوں گے۔

۳؎ خواہ عربی ہو یا عجمی عالم ہو یا جاہل صوفی ہو یا پیر درویش،حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ہو یا کسی اور خاندان سے غرضکہ کوئی بھی ہو جب وہ میری امت میں تفریق کی کوشش کرے وہ مستحق قتل ہے۔(مرقات)اس حکم میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو نئے مذاہب ایجاد کرکے مسلمانوں کے ٹکڑے کردینا چاہیں اور جیسے ایک خلیفہ کی اطاعت چاہیے ایسے ہی ایک امام کی تقلید چاہیے۔

[19]- 3679 وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسلم: «من بَايع إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ فَلْيُطِعْهُ إِنِ اسْتَطَاعَ فَإِنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ فاضربوا عنق الآخر» . رَوَاهُ مُسلم	روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کسی بادشاہ سے بیعت ۱؎ کرے پھر اسے اپنے ہاتھ کا عقد ۲؎ اور اپنے دل کا میوہ دے دے ۳؎ تو اگر طاقت رکھے اس کی اطاعت کرے ۴؎ پھر اگر دوسرا اس سے جھگڑا کرتا آئے تو دوسرے کی گردن مار دو ۵؎(مسلم)

۱؎ امام سے مراد دنیاوی امام بھی ہوسکتا ہے یعنی سلطان اسلام اور دینی امام بھی،جیسے امام مجتہد اور شیخ طریقت،پہلے معنے زیادہ ظاہر ہیں۔

۲؎ صفقة بنا ہے صفق سے بمعنی ہاتھ ملانا اسی لیے تالی بجانے کو تصفیق کہتے ہیں کہ اس میں ہاتھ سے ہاتھ ملتا ہے،چونکہ مشائخ یا سلطان کی بیعت کے وقت شیخ یا سلطان کے ہاتھ میں ہاتھ دیا جاتا ہے اسی لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے صفقة یدہ ارشاد فرمایا،عرف میں جب کسی سے کوئی پختہ وعدہ کرتے ہیں تو ہاتھ ملا کر کرتے ہیں کہتے ہیں آؤ ہاتھ ملاؤ یہ کام ضرور کرنا ہے،رب تعالٰی فرماتا ہے:"یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ"مگر یہ بیعت مردوں کے لیے ہے عورتوں سے بیعت صرف کلام سے چاہیے۔

۳؎ یعنی دل کا اخلاص اسے دے کہ دل سے اس کی بیعت کرے یا دل کے میوے سے مراد اولاد ہے یعنی اپنے بال بچوں سے بھی اس امام کی بیعت کرائے۔(مرقات)

۴؎ یعنی اس کے ہر جائز حکم کی بھی بقدر طاقت تعمیل کرے۔

۵؎ یعنی اس دوسرے خواہش مند امامت کو خود یہ بیعت کرنے والے لوگ قتل کردیں۔خلاصہ یہ ہے کہ ایک کے ہو کر رہو۔خیال رہے کہ آج کل جس جمہوریت کا رواج ہے کہ ہر پانچ سال کے بعد ملک کا نیا صدر چنا جائے،یہ عیسائیت کی جمہوریت ہے۔اسلام میں جمہوریت کے معنے یہ ہیں کہ ایک بار سلطان لوگوں کی رائے سے چن لیا جائے پھر وہ زندگی بھر سلطان رہے جب تک کہ اس سلطان میں معزولیت کا سبب نہ پیدا ہو تب تک وہ اپنے مقام پر قائم رہے۔چنانچہ حضرات خلفاء راشدین کا چناؤ ایک ایک بار ہوا ہر پانچ سال پر نہ ہوا۔ موجودہ جمہوریت بڑے فسادات کا ذریعہ ہے کہ ہر پانچ سال میں ملک میں زبردست انقلاب آتا ہے،پھر خرابی یہ ہوتی ہے کہ حکام تو وزراء اور صدر کے ماتحت اور صدر اور وزراء ممبران کے ماتحت اور ممبران ووٹروں کے ماتحت لہذا جس کے قبضہ

میں کچھ ووٹ ہیں اسے ممبران دیتے ہیں بلکہ وزراء وصدر تک دیتے ہیں کہ آگے چل کر ان سے پھر ووٹ لینے ہیں،اس بنا پر یہ چودھری لوگ وہ وہ ظلم کرتے ہیں کہ خدا کی پناہ،وہ سمجھتے ہیں کہ راج ہمارا ہے کہ ووٹ ہمارے قبضہ میں ہیں جیساکہ آج دیکھا جارہا ہے،یہ جمہورت خدا کی لعنت ہے اور یہ انتخاب خدا کا عذاب۔ صحیح جمہوریت اور صحیح انتخاب اسلامی جمہوریت اور اسلامی انتخاب ہے،عیسائیت والے انتخاب میں بڑی آفت یہ ہے کہ ایک صدر ابھی رعایا پر پورا قبضہ بھی نہ کرسکا اس کی معزولیت کا وقت آجاتا ہے وہ ملک کی فکر کرے یا اپنی صدارت کی۔

3680 -[20] (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غيرِ مَسْأَلَة أعنت عَلَيْهَا»	روایت ہے حضرت عبدالرحمان ابن سمرہ سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ فرمایا مجھ سے رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے کہ حکومت نہ مانگو ۲؎ کیونکہ اگر تم طلب سے حکومت دیئے گئے تو تم اس کے حوالے کردیئے جاؤ گے ۳؎ اور اگر تم بغیر طلب دیئے گئے تو اس پر تمہاری مدد کی جائے گی ۴؎ (مسلم،بخاری)

۱؎ سمرہ سین کے فتحہ اور میم کے پیش سے،آپ فتح مکہ کے دن اسلام لائے،پھر حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے بعد میں بصرہ میں رہے وہاں ہی ۵۱ھ میں انتقال ہوا۔(مرقات)خلافت عثمانی میں سجستان اور کابل،افغانستان آپ ہی نے فتح کیا۔(اشعہ)

۲؎ دنیاوی امارت و حکومت طلب کرنا ممنوع ہے مگر دینی امارت طلب کرنا عبادت ہے،رب تعالٰی فرماتا ہے کہ ہم سے دعا کیا کرو کہ "وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا" خداوندا ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنا۔خیال رہے کہ سلطنت حکومت نفسانی خواہش،دنیاوی مال،عزت کی لالچ سے طلب کرنا حرام ہے کہ ایسے طالب جاہ لوگ حاکم بن کر ظلم کرتے ہیں مگر جب نااہل سلطان یا حاکم بن کر ملک کو برباد کررہے ہوں یا برباد کرنا چاہتے ہوں تو دین و ملک کی خدمت کے لیے حکومت چاہنا حاصل کرنا ضروری ہے۔حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ مصر سے فرمایا تھا:"اجْعَلْنِیۡ عَلٰی خَزَآئِنِ الۡاَرْضِ اِنِّیۡ حَفِیۡظٌ عَلِیۡمٌ" لہذا یہ حدیث ان مذکورہ دونوں آیتوں کے خلاف نہیں کہ اس حدیث سے طمع دنیاوی کے لیے دنیاوی امارت چاہنے کی ممانعت ہے۔حضرت صدیق اکبر نے حضور کے پردہ فرمانے کے بعد بکوشش ملک کی باگ دوڑ سنبھال لی تھی اور پھر امیر بن کر دین و ملک کی خدمت کی جس سے دنیا خبردار ہے،آج تک اسلام و قرآن کی بقا حضرت صدیق کی مرہون منت ہے۔

۳؎ یہاں مرقات نے فرمایا کہ طلب سے مراد کوشش اور رب سے دعا دونوں ہیں جو دعائیں مانگ مانگ کر طمع مال و عزت کے لیے سلطان بنا تو رب تعالٰی اس کی مدد نہ کرے گا وہ جانے اور حکومت جانے۔

۴؎ یعنی اگر رب کی طرف سے تم کو سلطان بننا پڑگیا تو رحمت الٰہی تمہاری دستگیری کرے گی تمہارے فیصلے درست ہوں گے ملک کا بوجھ تم سے اٹھ سکے گا،سلطنت کرنا آسان کام نہیں بغیر کرم پروردگار یہ بوجھ نہیں اٹھ سکتا۔اس حدیث کی بنا پر بزرگان دین حاکم بننے سے سخت متنفر تھے،امام ابوحنیفہ نے جان دے دی مگر قضاء قبول نہ کی۔

3681 -[21] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَسَتَكُونُ نَدَامَةً يَوْمَ	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے وہ نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں کہ تم حکومت پر عنقریب حرص کرو گے ۱؎ اور ہوگی وہ قیامت کے دن شرمندگی ۲؎ دودھ پلانے والی اچھی اور